تعلیم الاسلام کالج اولڈ سٹوڈنٹس ایسوسی ایشن برطانیہ کا ترجمان

ماہنامہ
جلد نمبر: 7
شمارہ: 04

انٹرنیٹ گزٹ
اپریل 2017ء

المنار

زیر نگرانی: شعبہ اشاعت۔تعلیم الاسلام کالج اولڈ سٹوڈنٹس ایسوسی ایشن۔یو۔کے

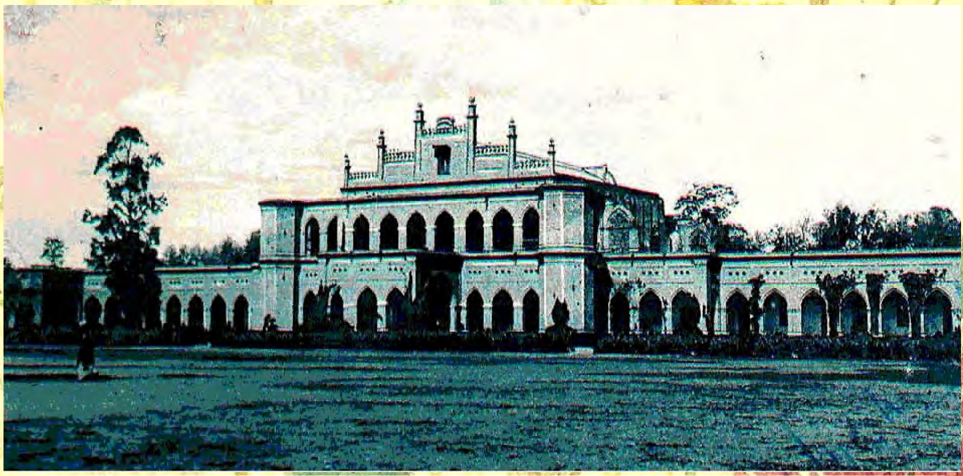

Taleem-Ul-Islam College Old Students Association - U.K
181, London Road, Mordan, SM4 5HF, London.
Ph. 020 8877 5510, 7886304637 - Fax: 020 8877 9987
ticosauk2017@gmail.com - www.alminaruk.com

قال اللہ تعالیٰ

توکہہ دے کیا علم والے لوگ اور جاہل لوگ برابر ہو سکتے ہیں؟ نصیحت تو صرف عقلمند لوگ حاصل کیا کرتے ہیں۔

(سورۃ الزمرآیت 10)

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا جب تم جنت کے باغوں میں سے گزرو تو خوب چرو۔ صحابہؓ نے عرض کیا حضور رِیاض الجنۃ سے کیا مراد ہے؟ آپؐ نے فرمایا مجالسِ علمی، یعنی ان مجالس میں بیٹھ کر زیادہ سے زیادہ علم حاصل کرو۔ (الطبرانی)

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

''یاد رکھو حقائق اور معارف کا تعلق علوم سے ہے۔ جس قدر معرفت وسیع ہوگی، حقائق کھلتے جائیں گے۔ پس تحقیقات کرتے وقت دل کو بالکل پاک اور صاف کرے۔ جس قدر دل تعصب اور خودغرضی سے پاک ہوگا، اسی قدر جلد اصل مطلب سمجھ میں آجائے گا۔ نور اور ظلمت میں جو فرق ہے اسے ایک جاہل سے جاہل انسان بھی جانتا ہے۔ سچی اور صحیح بات ایک ہی ہوتی ہے۔''

(ملفوظات جلد 1 ایڈیشن 2003 صفحہ 468)

نماز کیلئے آنکھ نہ کھلنے کا علاج

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز، حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایک صحابیؓ کی روایت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''جون 1894ء میں جب میں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے بیعت کی، اس وقت گرمی کے دن تھے۔ میری صبح کی نماز قضاء ہوجاتی تھی۔ میں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حضور میں عریضہ لکھا کہ میری صبح کی نماز قضاء ہوجاتی ہے میرے واسطے دعا فرماویں۔ اس کے جواب میں حضرت صاحب نے لکھا کہ ہم نے دعا کی ہے۔ تم برابر استغفار اور درود کثرت سے پڑھتے رہا کرو۔ اس دن سے ہمیشہ وقت پر آنکھ کھل جاتی رہی۔ آج تک صبح کی نماز قضاء نہیں ہوئی سوائے شاذو نادر سفر یا بیماری کے وقت کوئی نماز قضاء ہوگئی ہو۔ یہ استجابت دعا کا نشان ہے اور میرے لیئے ایک معجزہ ہے۔ الحمدللہ۔''

کئی لوگوں سے میں پوچھتا ہوں کہتے ہیں کہ آنکھ نہیں کھلتی۔ وہ اس نسخہ کو آزمائیں۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ 13 جنوری 2006 بمقام مسجد اقصیٰ قادیان دارالامان)

حضرت مرزا ناصر احمد صاحب رحمہ اللہ علیہ کے مزاح کی ایک حسین مثال

حضرت مرزا ناصر احمدؒ کی طبیعت میں ایک خاص قسم کا مزاح تھا۔ چہرہ پر ہر وقت مسکراہٹ کھیلتی رہتی مگر مزاح کے خلاف کوئی بات ہو جاتی تو چہرہ پر سنجیدگی چھا جاتی لیکن باتوں میں ملائمت کا احساس ضرور موجود رہتا۔ ہاسٹل کے سالانہ فنکشن میں تو سب اساتذہ ہی طلباء کی کڑوی کسیلی باتوں کا ہدف بنتے تھے مگر پرنسپل صاحب کی شخصیت کا لحاظ کرتے ہوئے ان کی لاڈلی کار کو نشانہ تضحیک و تمسخر بنایا جاتا تھا۔ ایک بار وہ لاڈلی کچھ زیادہ ہی تمسخر کا نشانہ بنی تو چودھری محمد علی صاحب نے پابندی لگا دی کہ اگلے فنکشن میں کوئی پرنسپل صاحب کی کار کے بارہ میں ایک لفظ تک منہ سے نہیں نکالے گا۔ میاں صاحب کو اس پابندی کا پتہ چلا تو کہلا بھیجا کہ اگر ”میری ولزلے“ کو نظر انداز کر دیا گیا تو میں فنکشن میں آنے سے انکار کر دوں گا۔

آپؒ خود پر ہنسنے کا حوصلہ بھی رکھتے تھے اس لئے طالب علم آپ کی سزا بھی خندہ پیشانی سے جھیل جاتے تھے۔ اور یہ کہ جو طالب علم آپؒ کے ہاتھوں بیدزنی کا ہدف بنا وہ جب تک کالج میں رہا آپؒ کی بے پناہ شفقت اور محبت کا مورد رہا۔ ہمارا ایک دوست جو رؤنگ کا کیپٹن تھا کہا کرتا تھا یار ہم بھی کہیں دو چار بید میاں صاحب سے کھا لیتے تو باقی عمر چین سے گزرتی۔

حضورؒ کا سب سے بڑا کارنامہ کالج کو پوسٹ گریجویٹ لیول تک لانے کا ہے۔ اس زمانہ میں دینے کا حق ہونا چاہیئے مگر یونیورسٹی کے ارباب حل و عقد عموماً اور محکمہ تعلیم کے حکام خصوصاً اس بات پر کان دھرنے کو تیار نہیں تھے۔ یونیورسٹی کو بالآخر سر تسلیم خم کرنا پڑا۔ مفصل کالجوں میں تعلیم الاسلام کالج پہلا کالج تھا جسے ایم اے عربی کی کلاسیں شروع کرنے کی اجازت ملی۔ یونیورسٹی کی طرف سے اس سلسلہ میں جائزہ کے لئے جو کمیشن آیا اس نے جو رپورٹ یونیورسٹی کو بھیجی اس میں ربوہ کو مرکز علم قرار دیا گیا تھا۔ کمیشن میں

شامل ڈاکٹر شفیع صاحب نے بعد میں ایک بار مجھ سے فرمایا کہ اگر ربوہ میں ایم اے عربی کی کلاسیں شروع نہیں کی جاسکتیں تو پاکستان کا کوئی اور شہر اس کا مستحق نہیں۔

ایم اے عربی کی کلاسیں شروع ہوئیں تو نتائج دیدنی تھے۔ اول دوم اور سوم آنے والے طلبا ہمارے ہی کالج کے ہوتے تھے۔ یہی حال فزکس میں پوسٹ گریجوایٹ کلاسوں کا تھا۔ ایک بار کلاسیں شروع ہو گئیں تو M.Sc فزکس کے نتائج حیران کن حد تک لوگوں کو چونکا دینے والے تھے۔ چنانچہ آپؒ نے اپنی زندگی میں اپنے اور حضرت مصلح موعودؓ کے اُس خواب کو پورا ہوتے دیکھ لیا جو خواب اس کالج کے افتتاح کے موقع پر دیکھا گیا تھا۔

مجلس ادارت

رانا عبدالرزاق خان - عطاء القادر طاہر - سید حسن خان - آصف علی پرویز

پروف ریڈنگ

چوہدری بشیر احمد اختر - پروفیسر عبدالقدیر کوکب

کمپوزنگ و ڈیزائننگ

خورشید احمد خادمؔ

مینیجر

سید نصیر احمد

تعلیم الاسلام کالج اولڈ سٹوڈنٹس ایسوسی ایشن برطانیہ کا اجلاس عام

(رپورٹ: سید حسن خان۔ سیکرٹری اشاعت تعلیم الاسلام کالج اولڈ سٹوڈنٹس ایسوسی ایشن یو کے)

18/ مارچ بروز ہفتہ ۲۰۱۷ Dantree School Epsom کے ایک ہال میں ٹی آئی کالج اولڈ سٹوڈنٹس کے تحت ایک اجلاس منعقد ہوا۔ اس پروگرام کے اہتمام سے قبل تمام ایسوسی ایشن ممبران نے متفقہ طور پر اس پروگرام میں شمولیت کے بارہ میں فیصلہ کیا۔ اس سے قبل محترم مبارک احمد صدیقی صاحب صدر ٹی آئی کالج اولڈ سٹوڈنٹس یو کے نے باقاعدہ میٹنگز بلا کر مختلف ممبران کے سپرد مختلف کاموں کے کرنے کی ڈیوٹی لگائی۔ لہٰذا تمام ممبران نے بڑی محنت سے احباب TICOSA کو اس میں شمولیت کی دعوت دی۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ تقریباً ۱۲۰ کے قریب احباب نے اس مجلس کو رونق بخشی۔ الحمد للہ علیٰ ذالک۔

اس ادبی مجلس کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا جو مکرم میر شفیق صاحب نے کی۔ اس کے بعد نظم مکرم مرزا عبدالباسط صاحب نے بڑی خوش الحانی سے پڑھی۔ آج کی مجلس کے صدر جناب محترم ڈاکٹر سر افتخار احمد ایاز صاحب تھے۔ مہمانان خصوصی برمنگھم سے تشریف لائے ہوئے جناب عبدالباری ملک صاحب اور ڈاکٹر عبدالسلام صاحب کے بھائی مکرم عبدالرشید صاحب تھے

صدر صاحب کی ہدایت کے مطابق پروگرام کو پیش کرنے کی ڈیوٹی رانا عرفان شہزاد صاحب کے سپرد کی گئی جو کہ رانا صاحب نے بڑی خوش اسلوبی سے ادا کی۔ اس موقع پر کئی احباب نے اپنے خیالات کا اظہار کیا۔
پروگرام کے مطابق پروفیسر آصف علی پرویز صاحب کی پہلی تقریر کا عنوان تھا، پروفیسر ڈاکٹر عبدالسلام صاحب مرحوم کی تھیوری جس پر آپ کو نوبل انعام ملا۔ آپ نے بتایا کہ پروفیسر عبدالسلام صاحب کی تھیوری کا تعلق کائنات سے ہے۔ آپ نے تفصیل سے بتایا کہ پروفیسر عبدالسلام صاحب کو پہلا نوبل انعام صرف تیس سال کی عمر میں مل جانا تھا لیکن بعض لوگوں کے مشورہ کو قبول کر کے آپ نے اپنا مقالہ شائع نہ کیا۔ بعض اور پروفیسروں نے آپ کے موضوع پر اپنا مقالہ چھپوا دیا جس پر انہیں نوبل انعام مل گیا۔ حالانکہ یہ تحقیق سب سے پہلے پروفیسر عبدالسلام

صاحب کی ہی تھی۔ آپ نے خدا تعالیٰ کی چار طاقتوں کا بھی ذکر کیا جس پر تخلیق کائنات کا دارومدار ہے۔ آپ نے تفصیل سے مثالیں دے کر واضح کیا کہ ان چار طاقتوں کا ذکر سورۃ فاتحہ میں رب العالمین، رحمن، رحیم اور مالک یوم الدین کے طور پر ہے۔ آپ نے بتایا کہ 1979ء میں آپ کو نوبل انعام کمزور طاقت اور بجلی و مقناطیس کو ایک طاقت ثابت کرنے پر ملا۔ آپ نے اس طاقت کا نام الیکٹرو ویک فورس رکھا۔ آصف علی پرویز صاحب نے بتایا کہ اگلی صدی میں اس تحقیق کی وجہ سے ایسی ایجادات ہونگی جس کا ہم تصور بھی نہیں کر سکتے۔

اس کے بعد پروفیسر عبد القدیر کوکب صاحب نے اپنے چند مزاحیہ اشعار پیش کئے جن کو سن کر تمام سامعین نے خوب داد دی۔

پروگرام کے مطابق محترم چوہدری عبدالرشید صاحب نے اپنے بھائی ڈاکٹر عبد السلام صاحب مرحوم مغفور کی سوانح عمری اوران کی زندگی پر روشنی ڈالی۔ آپ نے ڈاکٹر صاحب کی گھریلو زندگی اور والدین اور بہن بھائیوں کے ساتھ سلوک کے بارہ میں بیان کیا۔ چوہدری عبدالرشید صاحب نے فرمایا کہ ڈاکٹر صاحب کا سلوک والدین اور بہن بھائیوں کے ساتھ بے لوث تھا جو

تعریف کے قابل ہے۔

آپ کے بیان کے بعد برمنگھم سے تشریف لانے والے ڈاکٹر عبدالباری ملک صاحب (MBE) نے ربوہ آنے سے قبل افریقہ کے بارہ میں اپنی زندگی کے چند ایمان افروز واقعات بیان کئے۔ پھر جب آپ اپنے والدین کے ساتھ ربوہ پاکستان میں آ گئے تو آپ نے تعلیم الاسلام کالج میں داخلہ لیا اور کالج کے کچھ حالات بھی بیان کئے۔ نیز عبدالباری ملک صاحب نے بتایا کہ ربوہ میں آپ کے اپنے دوستوں کے ساتھ کیسے دلچسپ مشاغل ہوا کرتے نیز ربوہ میں وقار عمل اور کئی دلچسپ واقعات بھی بیان کئے جو کہ ابھی تک ان کو یاد ہیں جیسے کل کی ہی بات ہو۔

اُن کے بعد ہماری ایسوسی ایشن کے جنرل سیکرٹری، رانا عبدالرزاق خاں صاحب نے سامعین کے سامنے پطرس بخاری کی مزاحیہ تحریر پیش کر کے احباب کو بہت محظوظ کیا۔ رانا صاحب کے بعد چوہدری عبدالمنان اظہر صاحب نے ہماری ایسوسی ایشن کے مقاصد پر روشنی ڈالی اور آپ نے کہا کہ ہماری ایسوسی ایشن جب سے معرضِ وجود میں آئی ہے اس وقت سے اکٹھے کئے گئے فنڈز سے یہ ایسوسی

ایشن افریقہ اور پاکستان میں غریب طلباء کی مدد کر رہی ہے۔ بلکہ ہماری متفقہ کوششوں سے افریقہ میں ایک ساؤٹومے میں سکول تعمیر کرنے کی توفیق ملی اور اسی طرح اب بورکینا فاسو میں ایک سکول بنانے کی ذمہ واری کی توفیق مل رہی ہے۔

محترم ڈاکٹر سر افتخار احمد ایاز صاحب نے اپنے خیالات کا اظہار میں فرمایا کہ ہم کتنے خوش قسمت ہیں کہ ہمیں تعلیم الاسلام جیسے عظیم الشان ادارے میں تعلیم حاصل کرنے کا موقع نصیب ہوا جس میں ہمارے اساتذہ

نے بڑی شفقت اور محنت سے اپنے طلباء کو پڑھایا۔ جس کی وجہ سے اس ادارے میں تعلیم حاصل کرنے والے طلباء کو خدا تعالیٰ کے فضل سے بڑے

بڑے عہدوں پر فائز ہونے کا اعزاز حاصل ہوا۔ اس ادارے میں تعلیم حاصل کرنے والے صرف احمدی طلباء ہی نہیں بلکہ غیراز جماعت طلباء نے

بھی فائدہ اُٹھایا۔ آخر میں محترم ڈاکٹر سرافتخار احمد ایاز صاحب نے فرمایا کہ

ہمیں چاہئے کہ تعلیم الاسلام کالج کی اچھی روایات کو ہمیشہ اپنی زندگیوں کا حصہ بنائیں اور جہاں تک ہو سکے غریب طلباء خواہ وہ کسی بھی ملک، رنگ و

نسل سے ہوں ان کی مالی مدد کرنا اپنا اوّلین فرض سمجھیں۔ حتی الوسع کوشش کر کے صدر محترم مبارک صدیقی صاحب اور ان کے ساتھ کام کرنے والوں

کا ہاتھ بٹاتے رہیں۔

محترم ڈاکٹر افتخار ایاز صاحب کے بعد ایسوسی ایشن کے صدر محترم مبارک صدیقی صاحب نے مختصر خطاب کیا۔ انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ ہر احمدی بہت خوش قسمت ہے کہ کسی نہ کسی رنگ میں ہم سب اللہ تعالیٰ کی مدد و نصرت کے کامیابیوں کے نظارے ہر روز دیکھتے ہیں۔ ہماری بھی خوش قسمتی ہے کہ ہمیں ایک ایسے ادارے میں پڑھنے کا موقع ملا جسکی سرزمین پر خلفائے کرام کے بابرکت پاؤں پڑے۔ نہ صرف اس

وقت برکت حاصل کی بلکہ وہ سلسلہ اس تعلیم کے بعد بھی آج تک جاری ہے۔ بہت سے ممالک میں اس کالج کے پڑھے ہوئے سابق طلباء کی ایسوسی ایشن قائم ہے اور سب اپنے اپنے رنگ میں خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔ برطانیہ میں قائم اس ایسوسی ایشن کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ ہمیں قدم قدم پر براہ راست امام وقت ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی راہنمائی حاصل ہے اور اس برکت اور راہنمائی کا نتیجہ ہے کہ ہمیں گزشتہ سال ایک سکول کی تعمیر کا موقع ملا اور امسال بھی ایک سکول تعمیر کیا جا رہا ہے۔ مستحق طلباء کی مالی مدد بھی

کی جارہی ہے۔

تمام سامعین نے اس سارے پروگرام کو بڑی توجہ سے سنا۔ اس کے بعد محترم ڈاکٹر سر افتخار احمد ایاز صاحب نے بعض ممبران کو ان کی بہتر کارکردگی کے تحت میڈلز اور Cups تقسیم کئے۔ بعد ازاں پانچ پانچ افراد پر مشتمل دو ٹیمیں بنا کر بیت بازی کا مقابلہ ہوا جس میں حافظ مسعود صاحب اور پروفیسر آصف علی پرویز صاحب نے بطور ٹیم کیپٹن کے حصہ لیا۔ ممبران ٹیموں نے بڑھ چڑھ کر ایک دوسرے کے مقابلہ میں اشعار پڑھے۔ آخر میں مقابلہ آصف علی پرویز صاحب کی ٹیم نے جیت لیا۔ اس مجلس کو بھی سامعین نے خوب انجوائے کیا اور شعر پڑھنے والوں کو خوب داد دی۔

ہماری اس ادبی مجلس کی پوری کاروائی جیو چینل کے نمائندوں نے باقاعدہ ویڈیو بنائی اور بعد میں محترم صدر صاحب، چوہدری عبدالمنان اظہر صاحب، ڈاکٹر باری ملک صاحب، اور محترم ڈاکٹر سر افتخار احمد ایاز صاحب کے انٹرویو لئے۔ جیو نیوز میں اس سارے پروگرام کو دوسرے روز نشر بھی کیا گیا۔ روزنامہ جنگ لندن نے بھی خبر دی۔

پروگرام کے آخر پر دُعا کے بعد تمام حاضرین کرام کی خدمت میں کھانا پیش کیا گیا۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آئندہ بھی ایسی مجالس منعقد کرنے کی توفیق بخشے۔ آمین۔

رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے میزبان

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکہ مکرمہ سے ہجرت فرما کر مدینہ منورہ میں تشریف لائے تو مدینہ منورہ میں ایک جشن کا سا سماں تھا۔اہل مدینہ نے اپنے گھروں کو سجایا ہوا تھا۔ہر شخص کی یہ تمنا تھی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے ہاں قیام فرمائیں اوراس کے گھر کو یہ سعادت حاصل ہو کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وہاں پر قیام ہوا ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کسی کا بھی دل نہیں توڑنا چاہتے تھے۔اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ معاملہ اللہ تعالیٰ پر چھوڑ دیا۔نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی اونٹنی پر سوار تھے۔اونٹنی کی باگ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کھلی چھوڑ رکھی تھی اور اونٹنی اپنی مرضی سے چلی جارہی تھی۔لوگوں کا ایک ہجوم حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ساتھ چل رہا تھا۔وہ بار بار نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سواری کی باگ پکڑنے کی کوشش کرتے تھے۔اس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”اونٹنی سے ہاتھ اٹھالو کیونکہ جہاں اسے اللہ کا حکم ہوگا، یہ وہیں ٹھہرے گی۔“

اونٹنی اللہ کے حکم پر اس میدان میں پہنچی جو کہ مسجد نبوی کے بالمقابل تھا۔یہ وہاں بیٹھ گئی۔نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے اٹھالیا اور باگ ڈھیلی چھوڑ دی۔اونٹنی تھوڑا سا آگے جا کر پھر وہیں بیٹھ گئی۔اس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نیچے تشریف لائے اور فرمایا:

”انشااللہ تعالیٰ ہماری یہی منزل ہے۔“

اس جگہ سے حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مکان سب سے زیادہ نزدیک تھا۔اس لئے حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سامان مبارک لے کر اپنے گھر چلے گئے۔اس طرح حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر میں حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تقریباً سات ماہ تک قیام فرمایا۔اس میدان پر بعد میں مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رہنے کے لئے گھر تعمیر ہوا تھا۔

حضرت حافظ سید مختار احمد مختارؔ شاہجہانپوری صاحبؒ

اے نالۂ خاموش خدا تجھ کو جزا دے
افلاک سے بڑھ کر عرشِ معلیٰ کو ہلا دے
اے چشمِ ستم دیدہ وہ طوفان بپا کر
جو دیدۂ سفاک کو بھی خون رُلا دے
اے دل تو لہو بن کے مری آنکھ سے ڈھل جا
چمکا ہوا رنگ رخِ آفاق اُڑا دے
اے خونِ جگر سینے میں کھول اور اُبل جا
اک جوشِ جنوں خیز رگ و پے میں رچا دے
اے عقلِ رسا اور تیرا اب نہیں کچھ کام
دیوانوں کی فہرست میں اِک نام بڑھا دے
اے دل یہ تیری نظم تو احباب نے سن لی
اک نظم اسی دھن میں خدا کو بھی سنا دے
جو دیکھنے والے ہیں وہ یہ دیکھ لیں مختاؔر
تُو نظم پڑھے داد تجھے تیرا خدا دے

مبارک صدیقی

دس بیس میں مل جاتی ہے بازار سے خوشبو
بہتر ہے مگر آئے جو کردار سے خوشبو
یہ کون گلابوں سا گزرتا ہے گلی سے
آتی ہے دعا بن کے جو دیوار سے خوشبو
یہ کون گلابوں سے دُھلا شخص ہے جس کے
لہجے میں حلاوت ہے تو گفتار میں خوشبو
تم پیڑ دعاؤں کا سدا سبز ہی رکھنا
آئے گی ترے نام سے گھر بار سے خوشبو
عطار سے قربت کا کرشمہ ہے یہ ورنہ
آنی تھی کہاں مجھ سے خطاکار سے خوشبو
ممکن ہے مبارکؔ وہ تجھے پیار سے دیکھے
آتی ہے ترے پھول سے اشعار سے خوشبو

چوہدری صاحب

(آصف محمود باسط۔لندن۔قسط سوم)

لڑکپن کا زمانہ تھا تو آپ کے بھائی جو آپ سے کچھ ہی چھوٹے تھے اور آپ سے بہت قریب تھے، کی ناگہانی طور پر وفات ہوگئی۔ چوہدری صاحب بتایا کرتے کہ اس صدمہ سے نکلتے نکلتے انہیں کئی ماہ لگ گئے۔ نہ سکول جانے کی ہوش، نہ کھانے پینے کی تمنا۔ یہ بھائی گویا آپ کا ہمزاد تھا۔ انہوں نے زندگی کو اپنے اس پیارے بھائی کے بغیر کبھی تصور نہ کیا تھا۔ مگر جب دنیا اس کے بغیر آپ کے سامنے منہ کھولے کھڑی ہوگئی تو آپ کو اس سنگلاخ راستہ پر خود ہی قدم اٹھانا پڑا۔ زندگی کے تپتے صحرا میں چلتے ہوئے انسان کو جہاں دور کہیں رفاقت کے نخلستان نظر آتے ہیں، چوہدری صاحب کو ہمیشہ ان کے قریب پہنچ کر معلوم ہوا کہ یہ محض سراب تھے۔ اور ایسا ایک سے زائد مرتبہ ہوا۔ جس رفاقت کے سہارے انسان اپنی ذاتی زندگی کے روز و شب کو سہل بناتا ہے، وہ چوہدری صاحب کو کبھی میسر نہ آسکی۔ چوہدری صاحب کا کمرہ ٹی آئی کالج کے احاطہ میں ہو، ہاسٹل سے متصل ہو، یا جماعت کے کسی کوارٹر میں، یا بعد میں سر ظفر اللہ خان صاحب کی کوٹھی میں، اس کمرہ میں آپ کو صرف تنہائی کی رفاقت نصیب ہوسکی۔

اٹھتے اٹھتے نقاب چہروں کے
ڈھل گئے آفتاب چہروں کے

بہت سی طویل ملاقاتوں میں بھی چوہدری صاحب اس ویران کنویں کے پاس سے گزارتے مگر کبھی آگے بڑھ کر نہ خود اس میں جھانکتے، نہ جھانکنے دیتے۔ ایسے مقامات پر چوہدری صاحب کی رقت ایک دیوار کا کام کرتی اور

چوہدری صاحب تنہائی کے اس نگر کے پاس سے تیزی سے خود بھی گزر جاتے اور دوسرے کو بھی گزار دیتے۔ بقول فراز ؎

کر گیا میرے تیرے قصہ میں
داستاں گو یہاں وہاں سے گریز

سو یہ جو شعر تھا کہ حادثہ ہوجائے شہر ذات میں، اس ٹریفک میں ٹھہر جاؤں اگر، تو چوہدری صاحب کو اس ٹریفک سے عملاً بچتے ہوئے بھی دیکھا۔

پھر ایک روز آپ احمدیت میں داخل ہوگئے۔ بلکہ سچ پوچھیں تو ایک روز احمدیت ان کے دل میں داخل ہوگئی۔ انہیں حضرت مصلح موعودؓ جیسے محسن اور شفیق محبوب کی محبت نصیب ہوئی۔ یہ محبت عشق کی حدوں میں جا نکلی اور چوہدری صاحب کے دل کی ویران سرائے میں ایک دیا روشن ہوگیا۔

ایک روز الفضل میں چوہدری صاحب کی ایک غزل چھپی۔ میں گرمیوں کی صبح میں اپنے گھر کے دالان میں بچھی چارپائی پر بیٹھا یہ غزل پڑھ رہا تھا کہ میرے والد صاحب نے کہا کہ ”تم چوہدری صاحب کو ملتے رہتے ہو۔ کبھی ان سے پوچھنا کہ ان کے اس شعر کا کیا مطلب ہوا جو اس غزل میں شامل ہے۔

خدا نے عقل بھی دی ہے، اسے ارادہ بھی
جو میری مانے، کسی سے بھی مشورہ نہ کرے

کیونکہ ایک طرف تو کہہ رہے ہیں کہ کسی کا مشورہ نہ مانے، اور پھر مشورہ دے بھی رہے ہیں۔

میں چوہدری صاحب سے جب ملا تو پوچھ ہی لیا۔ کہنے لگے کہ:

”بھئی! Poetic license بھی تو ہوتا ہے۔ شاعر استعمال نہ کرے تو کون کرے؟“

یہ اصطلاح میرے لئے نئی تھی۔ چوہدری صاحب کے کلام کا مطالعہ بڑھا تو معلوم ہوا کہ چوہدری صاحب اس لائسنس کا استعمال بے دریغ فرماتے ہیں۔ محبوب سے محبت کا اظہار کرنا ہو، دشمن کو منہ توڑ جواب دینا ہو، یا حسبِ ضرورت کہیں یونہی چٹکی ہی بھرنی ہو، یہ لائسنس محترم چوہدری صاحب دل کھول کر استعمال کرتے۔ اس لائسنس کے استعمال کے نمونے کچھ تو اس مضمون میں آ جائیں گے، کچھ آپ خود چوہدری صاحب کے کلام میں سے تلاش کریں تو زیادہ لطف حاصل کر سکتے ہیں۔

چوہدری صاحب بیک وقت کئی محبتوں میں گرفتا تھے۔ وہ جو شاعر نے کہا کہ۔

> ہم نے جس جس کو بھی چاہا ترے ہجراں میں وہ لوگ
> آتے جاتے ہوئے موسم تھے زمانہ تُو تھا

تو چوہدری صاحب بھی حضرت مسیح موعودؑ کی محبت میں بے تحاشا گرفتار تھے۔ باقی محبتیں اسی ایک سرچشمہ سے پھوٹی تھیں۔ مجھے یہ دعویٰ کرنے میں ذرہ بھی تامل نہیں کہ اگر حضرت مسیح موعودؑ کے دعویٰ، پھر اس دعویٰ کے زمانہ، اس دعوے کی نوعیت، آپؑ کے مقام اور منصب، اور اس دعویٰ سے برپا ہونے والے انقلاب، سب کو کسی نے صرف ایک شعر میں بیان کیا ہے تو وہ چوہدری صاحب کے علاوہ اور کوئی نہیں

> اُترا تھا چاند شہرِ دل وجاں میں ایک بار
> اب تک ہیں آنگنوں میں اُجالے پڑے ہوئے

سبحان اللہ! یعنی رات کا وقت تھا، تبھی تو چاند نکلا تھا۔ اور چاند خود روشنی نہیں دیتا بلکہ سورج سے لی ہوئی روشنی کو منعکس کرتا ہے۔ پھر یہ کہ ایسا امتی نبی تو ایک بار ہی آنا تھا۔ اور پھر یہ کہ جس جس آنگن میں اس کی روشنی اتری تھی، وہ آج بھی منور ہیں۔ تغزل، شعریت، تلمیح، استعارہ، تشبیہہ۔ یہ شعر اپنے اندرفنِ شعر گوئی کے سبھی محاسن لئے ہوئے ہے۔

غرض، حضرت مسیح موعودؑ اس لشکرِ محبوبیت میں پیش امام تھے، پھر صفِ اول میں تمام خلفاء تھے۔ حضرت مصلح موعودؓ پیش امام کے پیچھے مگر پہلی صف سے آگے کھڑے تھے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ پہلی صف کے ساتھ ساتھ دیگر تمام صفوں میں بھی نظر آتے تھے کہ چوہدری صاحب نے اپنی عمر کا بیشتر حصہ حضرت مرزا ناصر احمدؒ کے ساتھ کئی حیثیتوں میں بھی گزار کر پھر انہیں خلیفۃ المسیح کی حیثیت میں قبول کیا تھا۔ یہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے بابرکت دور کا ذکر ہے۔ محبوبوں کی ان صفوں میں خلیفۃ المسیح الرابع کی جگہ تو تھی، مگر ہجرت کر کے بہت دور جا کر آباد ہو گئے تھے۔ یہ ہجر کا دکھ چوہدری صاحب کی ہڈیوں تک میں اتر چکا تھا۔

> لے گیا اپنے ہمراہ سب رونقیں
> وہ جو تھا اک حسیں نوجواں شہر میں

چوہدری صاحب کی محبتوں کا تذکرہ چل رہا ہے تو ان کی ایک اور محبت کا مشاہدہ کرنے کا مجھے موقع ملا۔ میں کبھی کبھی چوہدری صاحب کے دفتر واقع بیت الاظہار میں حاضر ہو جایا کرتا تھا۔ چوہدری صاحب ہمیشہ شفقت کا سلوک فرماتے اور پاس بٹھا لیا کرتے۔ اسی طرح ایک روز چوہدری صاحب کے پاس بیٹھا تھا کہ آپ کے دفتر میں حضرت صاحبزادہ مرزا مسرور احمد صاحب (ایدہ اللہ تعالیٰ) تشریف لائے۔ حضرت صاحبزادہ صاحب ان دنوں ناظر تعلیم تھے۔ چوہدری صاحب دفعتاً اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔ دونوں ہاتھوں سے مصافحہ کیا اور چہرہ پر ایک عجیب محبت کا رنگ نظر آنے لگا۔ آنکھوں کی رکھوالی کرتی سیاہ عینک کے پیچھے چھپی آنکھیں تو نظر نہ آئیں مگر آنکھوں کے گردونواح محبت کے اس نور سے منور ہو گئے جو آپ کی آنکھوں میں پھیل گیا تھی۔ حضرت صاحبزادہ صاحب سے ملنے کا اتفاق اس سے پہلے ہو چکا تھا، مگر بہت کم۔ وہی جو محبت تمام خاندانِ حضرت مسیح موعودؑ کے لئے ربوہ کے اس نووارد کے دل میں تھی، وہ حضرت مسیح موعودؑ کے اس فرزندِ جلیل کے پاس بھی لے گئی تھی۔ اس وقت تک صاحبزادہ صاحب کا تاثر صرف اس قدر تھا کہ بہت کم گو مگر نہایت خوش مزاج ہیں۔

(..جاری)

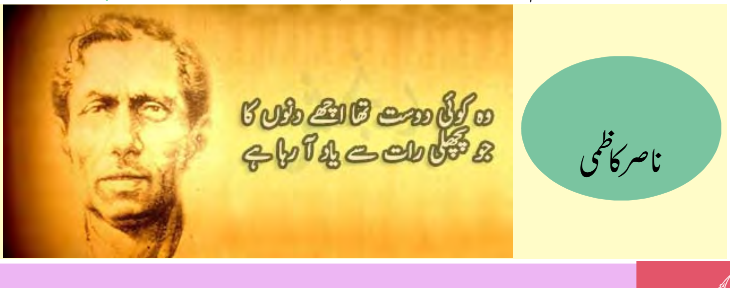

ایک عظیم سائنس دان - پروفیسر عبدالسلام

سائنسی اداروں کا قیام

(پروفیسر آصف علی پرویز - لندن)۔۔قسط:27

دوست: پچھلی گفتگو میں آپ نے ذکر کیا تھا کہ پروفیسر عبدالسلام صاحب نے کئی اور سائنسی اداروں کی تشکیل کی تجویز پیش کی تھی۔ ذرا اس کی تفصیل تو بتائیں۔

آصف: آپ نے تجویز کیا کہ میزائل کی ریسرچ اور خلا کے بارہ میں تحقیق کرنے کیلئے ایک کمیٹی جس کا نام سپارکو Sparco ہو تشکیل دی جائے۔ آپ اس ادارہ کے بانی چیئرمین تھے۔ چنانچہ اس ادارہ نے اپنا پہلا موسمی راکٹ 7 جون 1962ء کو چھوڑا۔

دوست: پھر تو بعد میں بننے والے میزائل میں اس ادارے کے سائنس دانوں نے نمایاں حصہ لیا ہوگا۔

آصف: یقیناً ایسا ہی ہے۔ خواہ اس سے کچھ لوگ جی بھر کر اختلاف کریں یہ امر واقعہ ہے کہ پاکستان میں ایٹمی اور میزائل ٹیکنالوجی کی تحقیق کی مضبوط بنیاد پروفیسر عبدالسلام صاحب نے ہی رکھی تھی۔ آج کا متعصب مورخ لاکھ کوشش بھی کر لے تو بھی اس بات کو نہیں جھٹلا سکتا کہ پاکستان کی ایٹمی اور میزائل کی ترقی کے آغاز کا کام پروفیسر عبدالسلام کے سر ہی ہے۔ کتنے افسوس کی بات ہے کہ احمدی ہونے کی وجہ سے آپ کی عظیم الشان کامیابیوں کا سہرا دوسرے لوگوں کے سروں پر باندھا جاتا ہے۔ اگر پروفیسر عبدالسلام صاحب نے یہ ادارے تشکیل نہ دیئے ہوتے تو پاکستان کبھی بھی ایٹمی طاقت نہ بن سکتا۔

دوست: مجھے یقین ہے کہ پاکستان میں یہ عظیم الشان ادارے بنا کر پروفیسر عبدالسلام صاحب نے پاکستان کی بے پناہ خدمت کی۔ اس کے ساتھ ساتھ آپ نے اپنی ریسرچ کو بھی جاری رکھا اور بالآخر نوبل انعام پا کر تمام دنیا پر شہرت پائی۔ پاکستانی مورخ خواہ آپ کے نام کو کتنا ہی چھپانا چاہے، سائنس کی دنیا میں آپ کا نام ایک درخشندہ ستارے کی مانند ہمیشہ جگمگاتا رہے گا۔ انشاءاللہ۔

آصف: یقیناً ایسا ہی ہوگا۔ (انشاءاللہ) اگست 1965ء میں سید وشریف (سوات) میں ایک خاص سائنسی کانفرنس ہوئی جس میں صدر ایوب خان صاحب بھی شامل ہوئے۔ پروفیسر عبد السلام صاحب نے صدر پاکستان کا خاص طور پر شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا کہ پاکستانی سوسائٹی میں پہلی بار سائنس کو جائز مقام اس وقت ملا جب آپ نے 1969ء میں سائنس کمیشن کا تقرر کیا تھا اور دوسری بار اس وقت جب آپ کے حکم سے 1962ء میں پانچ ریسرچ کو نسلیں قائم کی گئی تھیں اور تیسری بار اس وقت جب آپ کی زیر ہدایت سائینٹفک اینڈ ٹیکنالوجکل ڈویژن Scientific & Technological Division قائم ہوا۔ آپ نے اس خطاب میں مجموعی قومی پیداوار کا ایک فیصد سائنس میں تحقیق کیلئے مختص کرنے کی سفارش کی اور ساتھ ہی یہ کہا کہ اس رقم کے خرچ کی نگرانی روایتی ''افسر شاہی'' کی بجائے سائنس دانوں کے ہاتھ میں ہو۔ آپ نے ایک نیشنل سائنس کونسل National Science Council کے قیام کی بھی تجویز پیش کی۔

دوست: آپ نے اور کون سے اداروں کے قیام پر زور دیا۔

آصف: اس کی تفصیل تو بہت لمبی ہے تاہم آپ مندرجہ ذیل اداروں کی تشکیل کی سفارش کی:

۱۔ ٹیکنیکل انفارمیشن سروس ۲۔ ویٹ (گندم) ریسرچ انسٹی ٹیوٹ
۳۔ رائس (چاول) ریسرچ انسٹی ٹیوٹ ۴۔ نیشنل فزیکل لیبارٹریز
۵۔ انسٹی ٹیوٹ آف میٹالرجی

اس کے علاوہ آپ نے یونیورسٹیوں میں مختلف سائنسوں پر تحقیقی کام کرنے پر رقم مختص کرنے کی سفارش کی۔

دوست: تو کیا یہ ادارے بن گئے۔

آصف: ان پر وقت تو بہت لگا کیونکہ افسر شاہی کو تجاویز کو عملی جامہ پہنانے میں وقت لگتا ہے۔ اللہ کرے یہ ادارے اس رُوح کے ساتھ تحقیق کا موں میں لگے رہیں جس کا خواب پروفیسر عبدالسلام صاحب نے دیکھا تھا۔

دوست: کتنے افسوس کی بات ہے کہ ایسے خادمِ ملک کا نام اپنے ہی ملک میں لیا جانا معیوب سمجھا جاتا ہے۔

آصف: اللہ کرے کہ ہم اپنی تنگ نظری سے باہر نکلیں! تاہم موجودہ حکومت پاکستان کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے قائد اعظم یونیورسٹی اسلام آباد کے شعبہ فزکس کا نام پروفیسر عبدالسلام کے نام پر رکھنے کا فیصلہ کیا ہے اور پانچ Ph.D کیلئے پروفیسر عبدالسلام صاحب کا نام پر وظائف بھی دیئے جائیں گے۔ جزاک اللہ۔ اس کے لئے وزیر اعظم پاکستان شکریہ کے مستحق ہیں۔

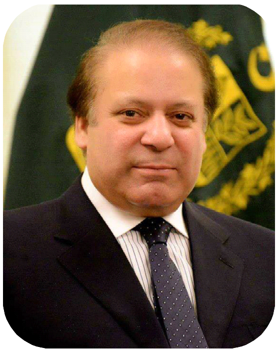

دوست: میں نے ٹیلیویژن کے مختلف سٹیشنوں پر پروگرام دیکھے ہیں جس میں اس بات کو تحسین کی نظروں سے دیکھا گیا ہے اور انٹرنیشنل سینٹر برائے نظریاتی فزکس (International Centre For Theoretical Physics) جو اٹلی میں ہے اس کا نام بھی تو پروفیسر عبدالسلام صاحب کے نام پر ہی رکھا گیا ہے۔

آصف: آپ بجا فرماتے ہیں اس کا ذکر کریں گے کسی اور محفل میں۔

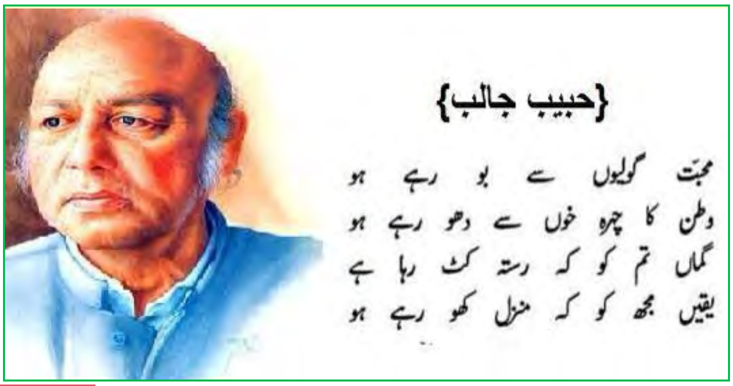

چقندر کا رس: عمر رسیدہ افراد کے لیے توانائی کا خزانہ

ایک مطالعے سے معلوم ہوا ہے کہ چقندر کے رس میں موجود اہم مرکبات عمر رسیدہ افراد کے ساتھ ساتھ جوانوں کو بھی غیر معمولی توانائی پہنچاتے ہوئے ان کے کام کاج، سیڑھیاں چڑھنے اور ورزش میں مدد فراہم کرتے ہیں۔

اسی طرح اگر کوئی 20 میٹر تک دوڑتا ہے تو چقندر کا رس ان کی اس صلاحیت کو 2 فیصد تک بڑھا سکتا ہے۔ اگرچہ یہ بہت معمولی فرق ہے لیکن دوڑ میں شریک اس کھلاڑی کے لیے اہمیت رکھتا ہے جو نصف سیکنڈ کے فرق سے تمغے سے محروم رہ جاتے ہیں۔

چقندر میں نائٹریٹس کی غیر معمولی مقدار پائی جاتی ہے جو پٹھوں اور عضلات کو توانائی فراہم کرتے ہیں۔ اس کے لیے ایک مطالعہ کیا گیا جس میں شامل افراد کو دو گروہوں میں تقسیم کیا گیا۔ ایک کو چقندر کا رس پلایا گیا اور دوسرے کو بھی نائٹریٹس نکال کر چقندر کا رس دیا گیا۔ دونوں طرح کے رس ذائقے میں یکساں تھے لیکن جنہوں نے نائٹریٹ والا رس پیا تھا وہ دوڑ کے مقابلے میں دوسروں سے زیادہ تیزی سے دوڑے۔

یہ تحقیق یونیورسٹی آف ایکسیٹر کے سائنسدانوں کی جانب سے کی گئی جس میں تیز دوڑ جیسی شدید مشقت پر نائٹریٹ کے اثرات کو نوٹ کیا ہے۔ ماہرین کے مطابق وہ گزشتہ کئی برسوں سے نائٹریٹ کے صحت پر اثرات نوٹ کر رہے ہیں۔ ماہرین کی توجہ طویل فاصلوں تک دوڑ جیسی ورزشوں پر نائٹریٹ کے اثرات کا جائزہ لینا تھا جن میں پٹھوں اور عضلات پر ان کے مثبت افراد کا جائزہ لینا تھا۔

ڈاکٹروں کے مطابق روز مرہ زندگی میں بھی ہمیں فوری طور پر توانائی کی ضرورت ہوتی ہے مثلاً بس کے پیچھے دوڑنا، سیڑھیاں چڑھنا اور دیگر امور شامل ہیں۔ غذائی ماہرین کا کہنا ہے کہ عمر رسیدہ افراد بھی اس جادوئی پھل سے فائدہ اٹھا کر اپنی توانائی بڑھا سکتے ہیں۔ اس کے علاوہ ہرے پتوں والی سبزیاں مثلاً پالک وغیرہ میں بھی نائٹریٹس کی بڑی مقدار پائی جاتی ہے۔

(بشکریہ: روزنامہ یوکے ٹائمز۔ لندن)